

شہادتِ شعبان احمد الدلوی کی پہلی بر سی پر (2004–2024)

فلسطین کے بھائیوں اور بہنوں اور وہ سب جو ظلم کے خلاف ہمارے ساتھ کھڑے ہیں،

آج ہم شعبان احمد الدلوی کی شہادت کی پہلی بر سی منا رہے ہیں، جو غزہ کا بیٹا تھا، قرآن کا حافظ، ایک ذہین اور نیک دل نوجوان۔ اس وقت اسے ہمارے ساتھ ہونا چاہیے تھا، اپنی اکیسویں سالگرہ مناتے ہوئے۔ ہمیں اس کی بالغ زندگی، اس کی تعلیم، اس کے خوابوں کا جشن منانا چاہیے تھا۔ لیکن اس کے بجائے، ہم غم میں جمع ہیں۔ کیونکہ اسے ہم سے زبردستی چھین لیا گیا، اس زمین پر چلنے والے بدترین مجرموں نے اس کی زندگی چھین لی۔

14 اکتوبر 2024 کی رات کو، الاقصی شہداء ہسپتال کے اوپر آسمان آگ سے سرخ ہو گیا۔ وہ خیمے جو بے گھر افراد کو پناہ دیتے تھے، وہ خاندان جو بین الاقوامی قانون کے تحت محفوظ سمجھ رہے تھے، ایک بھٹی میں تبدیل ہو گئے۔ اور ان خیموں میں سے ایک میں شعبان لیٹا ہوا تھا، اپنی زخموں سے صحت یاب ہوتے ہوئے، ایک IV ڈرپ سے نسلک، اس کی ماں اس کے پاس ییٹھی تھی۔ حملے نے ان کے پناہ گاہ کو آگ کا پنجھہ بنادیا۔ اس کے والد آگ میں کوڈ پڑے، اپنا جسم جلاتے ہوئے بچوں کو باہر نکالا، لیکن وہ اپنے سب سے بڑے بیٹے تک نہ پہنچ سکے۔ اس کے بھائی نے آگ کے دیوار کو توڑنے کی کوشش کی، لیکن اسے پچھ لھینچ لیا گیا۔ اور جب شعلے اسے نگل رہے تھے، شعبان کا آخری عمل خوف کا نہیں بلکہ ایمان کا تھا: اس نے اپنی انگلی شہادت کے لیے اٹھائی، خدا کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہوئے اس کے پاس واپس لوٹ گیا۔ اس کی ماں بھی آگ میں گھس کر جھلس لئی، اس کا جسم ٹوٹ چکا تھا۔ چار دن بعد، اس کا چھوٹا بھائی عبدالرحمن بھی ان کے پچھے شہادت کو چلا گیا۔

یہ حادثات نہیں تھے۔ یہ فطرت کی تراژدی نہیں تھیں۔ یہ جان بوجھ کر کیے گئے جرائم تھے، جو ایک ایسی قبضے نے کیے جو گھروں، اسکولوں، مساجد اور ہسپتالوں پر بمباری کرتا ہے، اور پھر بچوں کے قتل کو "خود دفاع" کہنے کی جرأت کرتا ہے۔ انہوں نے شعبان کو ہسپتال کے صحن میں زخمی حالت میں قتل کیا۔ انہوں نے اس کی زندگی چھین لی، اور اس کے ساتھ وہ مستقبل جو اس نے دیکھا تھا۔ طب، انجینئرنگ، اپنے خاندان اور قوم کی خدمت کا۔

اور اس نے صرف ایس مختصر برسوں میں کیسی زندگی گزاری۔ شعبان نے بچپن میں قرآن حفظ کیا، اپنے خاندان کو فخر سے بھر دیا۔ وہ اسکول میں نمایاں رہا، توجیہی امتحانات میں 98 فیصد نمبر حاصل کیے، ہر تعلیمی راستے کے دروازے کھوں دیے۔ وہ

ڈاکٹر بننا چاہتا تھا، لیکن جب غربت نے وہ دروازہ بند کر دیا، اس نے کمپیوٹر انجینئرنگ کو اسی لگن سے اپنایا۔ جنگ کے دوران بھی اس نے اپنی تعلیم کو ترک کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ ڈرونز اور گولوں کے نیچے لمبے فاصلوں تک پیدل چلتا، انٹرنسیٹ تک رسائی کے لیے، بمباری کے کیچ کلاسوں میں لاگ ان کرتا۔

وہ صرف ایک طالب علم ہی نہیں تھا، بلکہ فرض کا بیٹا تھا۔ سب سے بڑے بیٹے کے طور پر، اس نے اپنے خاندان کے بوجھ اٹھائے۔ اس نے خون عطیہ کیا جب غزہ کے ہسپتاوں میں خون کی کمی ہو گئی۔ اس نے عربی اور انگریزی میں اپیل ریکارڈ لیں، دنیا سے دیکھنے، سennے، عمل کرنے کی درخواست کی۔ اس نے کہا: ”میں بڑے خواب دیکھتا تھا، لیکن جنگ نے انہیں تباہ کر دیا، مجھے جسمانی اور ذہنی طور پر بیمار کر دیا۔“ پھر بھی اپنی ماہوسی میں بھی، وہ خواب دیکھتا رہا۔ نہ اپنے لیے، بلکہ اپنے خاندان کے لیے، غزہ کے لیے، ایک کل کے لیے جو کبھی نہ آیا۔

اس کے بھائی محمد نے اسے ”میرا سہارا، میرا دوست، میرا ساتھی“ کہا۔ اس کی ماں نے اسے اپنا مثالی بیٹا کہا۔ اپنی برادری کے لیے، وہ ایک تحریک تھا۔ اور دنیا کے لیے، اس کی شہادت کے بعد، وہ ایک علامت بن گیا۔ اس کے آخری لمحات کی واٹر فوٹج۔ اس کا جسم آگ میں، اس کی انگلی شہادت میں اٹھی ہوئی۔ نے لاکھوں کے ضمیر کو ہلا دیا۔ اس کی کہانی پاریمنس میں بتائی گئی، اخبارات میں لکھی گئی، برا عظموں میں دعاؤں میں سرگوشی کی گئی۔ شعبان، غزہ کا ایک لڑکا، انسانیت کی خاموشی کا آئینہ بن گیا۔

ایک سال گزر چکا ہے، لیکن غم کم نہیں ہوا۔ اگر کچھ ہوا تو زخم گہرا ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہر وہ دن جب ہم اس کے بغیر جاتے ہیں، ہمیں نہ صرف اس کی غیر موجودگی بلکہ اس ظلم کی یاد دلاتی ہے جس نے اسے چھین لیا۔ ہمیں اسے اب اکیس سال کی عمر میں دیکھنا چاہیے تھا، بالغ زندگی میں داخل ہوتے ہوئے، شاید گریجویٹ ہوتے، شاید منگنی کرتے، شاید نتی امیدیں لے کر۔ اس کے بجائے، ہم صرف اس قبر کو دیکھتے ہیں جہاں وہ اپنی ماں اور چھوٹے بھائی کے ساتھ لیٹا ہے۔

پھر بھی، شعبان غائب نہیں ہوا۔ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہے، اس طرح سے جو ہم دیکھ سکتے۔ اس کی یاد ہر اس دل میں زندہ ہے جو بھولنے سے انکار کرتا ہے، ہر اس آواز میں جو انصاف کے لیے پکارتی ہے، غزہ کے ہر اس بچے میں جو بھوں کے باوجود خواب دیکھتا ہے۔

شہداء کو خراج تحسین

الله شعبان کی روح، اس کی ماں علاء، اس کے چھوٹے بھائی عبدالرحمن، اور تمام شہید ہونے والوں پر رحم کرے۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں بلند ترین درجات عطا کرے، انبیاء، صدیقین، صالحین اور شہداء کی صحبت میں۔ وہ زندوں کے دلوں کو شفادے، اور ان کی قربانی کو ایک روشنی بنائے جو ہمیں انصاف اور آزادی کی طرف رہنمائی کرے۔

”اور یہ نہ سمجھو کہ وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوتے مرد ہیں۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق پار ہے ہیں۔“

- سورہ آل عمران (3:169)

شعبان، ہم تجھے نہیں بھولیں گے۔ دنیا اپنی نظریں پھیر سکتی ہے، لیکن ہم تیرانام، تیری مسکراہست، تیرے خواب اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ تو ہم سے آگ کے ذریعے چھین لیا گیا، لیکن تیری روشنی اس اندھیرے سے زیادہ چمکتی ہے جس نے تجھے نگلنے کی کوشش کی۔